ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر فیاض حسین

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ڈاکٹر افتخار احمد سلہری

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

ڈاکٹر واصف لطیف

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

پنجابی اقلیم ادب کا شہریار: محمد آصف خاں

Dr. Fayyaz Hussain
Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Faisalabad.
Dr. Iftikhar Ahmad Sulehri
Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore.
Dr. Wasif Latif
Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore.

The King of Punjabi literature: Muhammad Asif Khan

Muhammad Asif khan was well known Punjabi writer. His work covers many aspects of Punjabi literature. Being a linguistic, he worked on the different theories about the emergence of Punjabi language and mapped his own way. He edited various texts of prominent classical poets of Punjabi language. He served secretary of Pakistan Punjabi Adabi Board and edited Board’s Journal "Punjabi Adab" almost 24 years. Being a secretary of Board, he manages to publish more than one hundred and fifty books on Punjabi literature. Two books of his critic essays "Nik Suk", "Hor Nik Suk" have been published and more than one hundred research articles are still unpublished. Publication or compilation of these articles is the need of hour. In this article various aspects of Muhammad Asif Khan’s writings and his contributions of regarding Punjabi language and literature are discussed.

Key Words: *Muhammad Asif khan, Punjabi writer, Punjabi language, Linguistic theories, Classical Punjabi poets, Pakistan Punjabi Adabi Board, "Punjabi Adab", "Nik Suk", "Hor Nik Suk".*

محمد آصف خاں پنجاب کے عظیم دانشور، ماہر لسانیات،افسانہ نگار، محقق، نقاد،جگت استاد، مترجم،ادبی رسائل کے مدیر اور کلاسیکی ادب کو مرتب کرنے والے ایسی شخصیت تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی پنجابی زبان کے لیے وقف کر دی۔ وہ فارسی، ہندی،سندھی، سنسکرت، جاپانی اور اردو زبانوں سے بھی بخوبی واقف اور نہایت زیرک تھے۔لسانیات کے موضوع پر گہرے مطالعے کی وجہ سے وہ اپنے معاصرین میں منفرد و ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ انھوں نے "کن لیکھا" کے ذریعے پنجابی مصادر کے استعمال کا طریقہ بتایا اور پنجابی لسانیات کے متعلق متعدد مضامین لکھ کر نئے راستے متعین کیے۔ اس علمی میدان میں ان کا عظیم کارنامہ "پنجابی بولی دا پچھوکڑ" (پنجابی زبان کا ارتقا) ہے۔ان کی متعدد تصانیف میں سے یہ بلند پایہ اور سر فہرست ہے جس نے پنجابی زبان کے ارتقا کے بارے میں پائے جانے والے فکری مغالطوں کو واضح کیا ہے۔ انھوں نے پہلی بار پنجابی کی جنمی ویدی، سنسکرت، پراکرت، دراوڑی اور منڈاری کے نقطہ نظر کو مضبوط اور مدلل انداز میں رد کیا ہے اور جدید لسانیات کے اس اصول کا پرچار کیا کہ زبانیں آگے دوسری زبانوں کو جنم نہیں دیتیں اور زبانوں میں قدرِ مشترک قواعد ہوتی ہے، لفظالی نہیں۔ اس لیے کچھ الفاظ کو بطور مثال تلاش کر کے یہ کہہ دینا کہ فلاں زبان فلاں زبان سے نکلی ہے یہ نظریہ سراسر غلط ہے۔ انہوں نے ساری بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پنجابی میں ویدی سنسکرت کے کئی الفاظ پائے جاتے ہیں۔ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو پنجابی زبان نے اختیار کر لیے جبکہ بعض ایسے تھے جو تھوڑی سے ترمیمی صورت میں پنجابی کا حصہ بن گئے۔ اس طرح ان الفاظ کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پنجابی ویدی یا سنسکرت سے نکلی ہے۔ محمد آصف خاں "پنجابی بولی دا پچھوکڑ" میں رقم طراز ہیں:

> "پنجابی نوں ہند آریائی ٹبر دی بولی ثابت کرن لئی ایہناں سارے عالماں کول اِکو اک ای سوما ہے اتے اوہ ہے کہ کجھ لفظاں دی سانجھ، بس ہور کجھ نہیں۔ لسانیات دے عالم ایس سانجھ نوں کدے وی اہمیت نہیں دیندے۔ اوہ آکھدے ہن کہ ہزاراں ورھیاں توں بولیاں وچالے لفظاں دا دان پر دان ہوندا اُٹریا آرہیا ہے۔ اوہ آکھدے نیں کہ "کیہنے کیہ دتا اتے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

کیہ لیا" بارے ہزاراں ورھیاں دی وِتھ مگروں نِرنا کرنا کھرا اوکھا ای نہیں' ناممکن وی ہے۔" (۱)

اُنھوں نے اپنے دلائل کی بنیاد مضبوط و مربوط علمی اصولوں پر رکھی اور اس میں نہایت معقول و معتبر نتائج اخذ کر کے اپنے قارئین کو یہ بات وضاحت سے سمجھائی کہ زبانوں میں اختلاف اور مطابقت الفاظ پر نہیں بلکہ قواعد پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات قطعاً تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ پنجابی نے انھی زبانوں سے جنم لیا ہے۔ انھوں نے "رِگ وید" اور یورپی لسانیات کے ماہرین و مستشرقین دونوں سے براہ راست استفادہ کیا۔ اسی لیے ان کے نظریات مدلل اور ٹھوس بنیادوں پر استوار ہوئے۔

پنجابی کلاسیکی ادب کو مرتب کرنے کی روایت انگریز راج سے شروع ہو چکی تھی۔ اس ضمن میں بہت سے عظیم دانشوروں جیسے رام مشتاق، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ، ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، ڈاکٹر نذیر احمد، مولانا نور احمد فریدی، شیخ عبدالعزیز جیسے کہنہ مشق مرتبین کے نام سامنے آ چکے تھے۔ کلاسیکی ادب کو مرتب کرنے کے لیے پنجابی الفاظ کا گیان، کلاسیکی ادب کی عمیق رموز، چھندابندی اور تحقیق و تدوین کے اصولوں سے واقفیت بہت ضروری ہے یہ ساری عالمانہ خوبیاں محمد آصف خاں میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اُنھوں نے کسی بڑے نام سے مرعوب و متاثر ہوئے بغیر معروضی انداز میں نتائج اخذ کیے۔ وہ ہندی، سنسکرت اور فارسی زبانوں سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ آپ نے بابا فریدؒ، شاہ حسینؒ، بابا بلھے شاہؒ، دمودر داس دمودر، خواجہ فریدؒ اور میاں جوگیؒ جیسے عظیم کلاسیکی شعرا کے کلام مرتب کرنے کا فریضہ سر انجام دیا۔ ان متنوں پر لکھے گئے دیباچے اُن کی علمی ارفعیت کا شاندار ثبوت ہیں۔ اُن کے مرتب کردہ متن پنجابی کے کلاسیکی ادب کی تفہیم و تعمیم کے ایسے زینے ہیں جن سے کوئی پنجابی منکر نہیں ہو سکتا۔ اُنھوں نے پنجابی کی متنی تحقیق کو ایک معیار فراہم کیا اور ان کی فرہنگوں اور دیباچوں نے آنے والی نسلوں کے ذہنوں پر جمے لاعلمی کے خس و خاشاک کو اُکھاڑ پھینکا۔ یوں وہ آسمان علم و دانش پر نئے درخشندہ کواکب طلوع ہوئے۔ اُن کی بلند پایہ علمی لیاقت سے دیے سے دیا جلنے کے مصداق فکری و ادبی خوشہ چینی سدا جاری رہے گی۔

محمد آصف خاں نے پہلے پہل مضامین لکھنے میں طبع آزمائی کی۔ اُن کے ابتدائی مضامین پڑھنے سے ہی اُن کی علمی و فکری عظمت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان کی شخصیت علمی خوبیوں کی زنبیل کی سی تھی۔ چونکہ وہ انگریزی اور سنسکرت کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں سے بھی بخوبی واقف تھے اس لیے اُن کے مضامین میں تنوع اور رنگارنگی ہے

جو تحقیقی میدان میں منفرد شناخت کے حامل ہیں۔ آپ کے پنجابی مضامین کی تعداد ۴۶ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ اُن کے لسانیات اور ادب سے متعلق مضامین اُن کی تصانیف "نک سک" اور "ہور نک سک" میں چھپ چکے ہیں۔ "نک سُک" کے بارے میں پروفیسر شریف کنجاہی یوں رقم طراز ہیں:

"آصف خاں ہوراں دی کتاب نوں پڑھدا ہویا میں نال نال ایہہ وی سوچ رہیا ساں کہ کیہ کجھ ورھے بعد ساڈے نصیباں وچ جھوٹے حوالے ای رہ جان گے یعنی اسیں انگریزی دی راہیں جان سکاں گے کہ ساڈا سانجھا علمی تے لسانی پچھوکڑ کیہ سی تے رگ وید تے اپنشداں وچ کیہ کیہ لکھیا ہویا اے! کیوں جو اجے تاں دو چار بندے آصف خاں ورگے شاید پورے پاکستان وچ مل جان جیہڑے اوہناں نوں ٹوہ ٹاہ لیندے نیں تے بھلیکھے کڈھن دے آہرے لگے ہوئے نیں۔" (۲)

محمد آصف خاں کے مضامین کی تعداد سو سے زائد ہے۔ ان مضامین کی گہرائی اور رنگارنگی اس بات کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ اُنھوں نے بنی بنائی ڈگر پر چلنے کی بجائے اپنی راہیں خود متعین کیں۔ یوں پنجابی کے متعدد موضوعات سے متعلق منفرد اور شاندار تصانیف اور نئے تفکراتی پہلو سامنے آئے۔

محمد آصف خاں کی زندگی کا سب سے نمایاں کام ایک ادبی رسالے کی ادارت کا ہے جس کے ذریعے اُنھوں نے پنجابی زبان و ادب کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ اُن کی ادارت میں ماہنامہ "پنجابی ادب" ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۲ء اور سہ ماہی "پنجابی ادب" ۱۹۸۷ء تا ۲۰۰۰ء تسلسل سے شائع ہوتے رہے۔ ماہنامہ "پنجابی ادب" کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۶۰ء میں چھپا۔ یہ ماہنامہ اُنھوں نے نوجوانی میں جاری کیا۔ اس میں چھپنے والی تخلیقات کے معیار سے پتا چلتا ہے کہ وہ نوجوانی میں بھی گہرا علمی و ادبی شعور رکھتے تھے۔ ماہنامہ "پنجابی ادب" کے ذریعے اُنھوں نے ادب کے میدان کو بڑی وسعت اور زرخیزی عطا کی اور کئی یادگار نمبر نکالے جیسے: "لوک گیت نمبر"، "ناولٹ نمبر"، "کہانی نمبر"، "تنقید نمبر" اور "شاہ حسینؒ نمبر" وغیرہ۔ اس ماہنامے کی لاہور کے دیگر معاصر رسائل سے نمایاں خوبی یہ تھی کہ محمد آصف خاں ایک ایسی نسل سے تعلق رکھتے تھے جو پنجابی ادب کو جدید خطوط پر استوار کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے وہ پرانی طرز سے ہٹ کر نئے انداز میں بات کرنا چاہتے تھے۔ اُنھوں نے اپنے عہد کے کئی نئے اُدبا کو "پنجابی ادب" میں جگہ دی اور اُن کی تخلیقات شائع کر کے اُن کی ادبی تربیت بھی کی۔ نواز، افضل احسن رندھاوا، منیر نیازی، نجم حسین سید، منو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

بھائی، شفقت تنویر مرزا اور ایسے بہت سے نام ماہنامہ "پنجابی ادب" کے توسط سے سامنے آئے اور پھر ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔ کسی بھی رسالے کے مدیر کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے اور محمد آصف خاں بظاہر علمی و ادبی میدان میں کمال فن کو پہنچے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود اُنھوں نے تحقیق و تنقید کو اپنا موضوع بنائے رکھا۔ اسی لیے ماہنامہ "پنجابی ادب" میں شائع ہونے والے مضامین کا معیار بہت اعلیٰ تھا۔

جہاں تک اُن کے اداریوں کا تعلق ہے تو ماہنامہ "پنجابی ادب" کے اداریے پنجابی زبان کے جائز حقوق، پنجابی زبان کی اہمیت، پنجابی املا اور مختلف انجمنوں کو قیمتی مشاورت دینے جیسے اہم ترین موضوعات سے آراستہ و لبریز ہیں۔ ان کا ہر اداریہ پنجابی زبان کے حقوق کے لیے ہوتا ہے جس میں مختلف زاویوں سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سہ ماہی "پنجابی ادب" پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور کا رسالہ تھا جو سرکاری امداد سے شائع ہوتا تھا۔ سہ ماہی "پنجابی ادب" کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۸۷ء میں محمد آصف خاں کی ادارت میں شائع ہوا اور آخری شمارہ جون ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ اُنھوں نے تحقیق، تنقید، تصوف، لسانیات، کہانی، نظم، اور غزل کے کئی نامور اُدبا کی تخلیقات کو اپنے رسالے میں شائع کیا۔ آپ نے کچھ ضلعی نمبر بھی شائع کیے تاکہ لاہور سے باہر دوسرے شہروں، قصبوں میں کیا گیا کام پڑھنے والوں تک پہنچے جیسے "بھکر نمبر"، "بہاولنگر نمبر"، "بورے والا نمبر"، "حافظ آباد نمبر"، "گوجرانوالہ نمبر" اور "اٹک نمبر" وغیرہ۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے لسانیات کے مختلف ماہرین کے مضامین بھی شائع کیے۔ اُنھوں نے پڑھنے والوں کو معیاری و مستند املا سے روشناس کروایا اور رسم الخطوط پر مضامین شائع کر کے قارئین کے علم میں اضافہ کیا۔ آپ نے ماہنامہ "پنجابی ادب" اور سہ ماہی "پنجابی ادب" کی تقریباً پچیس سال ادارت کی اور یوں انھوں نے دو نسلوں کی تربیت کی۔ آج وہ پنجابی ادب کی پہچان اور پنجابی ادب اُن کی پہچان بن گیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سعید بھُٹا لکھتے ہیں:

> "دہ سالاں تیکر مہینہ وار "پنجابی ادب" کڈھیا تے پنجابی صحافت نوں نویاں راہواں ویکھائیاں۔ چوداں سالاں تیکر تماہی "پنجابی ادب" چھاپیا تے انج دو نسلاں دی ادبی تربیت کیتی تے کنے ای نویں لکھن والیاں دی انگل نپ کے ٹرنا سکھایا۔" (۳)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

محمد آصف خاں کے نمایاں ادبی کاموں میں ایک اہم کام تبصرہ کا بھی ہے۔ چونکہ وہ ماہنامہ "پنجابی ادب" اور سہ ماہی "پنجابی ادب" کے مدیر تھے اس لیے پنجابی میں شائع ہونے والی تصانیف پر تبصرے کرنے کا کام بھی بخوبی انجام دیتے رہے۔ ان کے تقریباً چوالیس (۴۴) تبصرے ہیں۔ جن میں سے کچھ تو علمی مضامین لگتے ہیں اور بعض کم از کم دو اقتباسات میں سمٹے ہوئے ہیں۔ ان تبصروں کے ذریعے ان کے پیش نظر بڑا مقصد اصلاح کا تھا۔ اُنھوں سے ساری زندگی کسی کی خوشنودی کی بجائے نہایت ایمانداری سے تبصرے کیے۔ ان کا اولین مقصد "پنجابی ادب" میں زیادہ سے زیادہ معیاری تخلیقات کی پیشکش تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں ان دو ادبی رسائل کے ذریعے کلاسیکی ادب، لوک ادب، تاریخ، جدید ادب، تصوف، ناول، ناٹک، ادبی جرائد اور لسانیات جیسے موضوعات پر خامہ فرسائی کی۔ ان کا مطالعہ اتنا وسیع تھا کہ وہ ہر موضوع پر بھرپور ار مدلل انداز میں بات کر سکتے تھے۔

محمد آصف خاں کا تعلق افسانہ نگاروں کی اس نسل سے تھا جنھوں نے تقسیم کے بعد افسانہ نگاری کی بنیاد ڈالی۔ ان کی ابتدائی تصانیف ۵۷۔۱۹۵۶ء کے دور کی ہیں جبکہ اُنھوں نے لکھنے کا آغاز ۱۹۵۹ء میں کیا۔ اُن کے افسانے روزنامہ "امروز" اور ماہنامہ "پنجابی ادب" میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کے افسانوں کی تعداد ۱۹ ہے جن میں ۱۳ افسانے اُن کے طبع زاد ہیں جبکہ ۶ افسانوں کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اُن کا پہلا افسانہ "کروٹ" ۵ جنوری ۱۹۵۹ء کو ہفت روزہ "برق" میں شائع ہوا جبکہ پہلا پنجابی افسانہ "شتونگڑاتے ٹکر" ہے جو ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو شائع ہوا۔ آپ نے پہلے پہل اردو میں کہانی لکھنا شروع کی اور ایک ادبی بزم میں پڑھی۔ اس بارے میں وہ اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں:

> "میں اُردو افسانہ لکھیا "دو چھڑے" اوہدے وچ دو لفظ پنجابی دے ورتے گئے سی۔ اک تے "چھڑے" تے اک "چک مارنے" کو جی چاہتا ہے۔ اوہ میں پڑھیا، انجمن آزاد خیال مصنفین وچ۔ انجمن ترقی پسند مصنفین اُتے اودوں پابندی لگی ہوئی سی۔ اوہناں اوہدی تھاں ایہہ انجمن بنائی ہوئی سی۔ میں افسانہ پڑھیا تے انتظار حسین نے بڑا رولا پایا کہ ویکھو اُردو خراب کیتی جاندی پئی ہے۔ تعصب پھیلایا جاندا پیا اے۔" (۴)

وہ دن اور آج کا دن، اُس کے بعد اُنھوں نے پنجابی میں لکھنا شروع کر دیا۔ وہ پنجابی افسانہ نگاروں میں منفرد و ممتاز اور تہذیبی اقدار کو ساتھ لے کر چلنے والے افسانہ نگار تھے۔ ان کے افسانوں کے موضوعات اِسی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 4, (Oct to Dec 2022)

دھرتی سے پھوٹتے ہیں۔ وہ رسم و رواج کی اقدار، عشق اور دانش جیسے موضوعات سے کہانی کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ اُن کا افسانہ پنجاب کے عشق میں رچا بسا ہوا ہے۔ وہ آورد سے کام نہیں لیتے بلکہ کہانی خود بخود ایک منظم سانچے میں ڈھلتی جاتی ہے۔ اُن کی زبان کی بڑی خوبی پنجابی محاورہ، روز مرہ اور کہاوتیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محمد آصف خاں کے افسانے نصف صدی بیت جانے کے باوجود آج بھی باسی نہیں ہوئے۔

محمد آصف خاں نے ساری زندگی پنجابی زبان و ادب کی خدمت اور ترویج و اشاعت میں گزاری۔ وہ معاصر ادبی تنظیموں اور انجمنوں سے بھی وابستہ رہے۔ اس ضمن میں ان کی انتظامی صلاحیتوں کا اظہار پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور کا سیکرٹری ہونا ہے۔ وہ اٹھارہ سال تک اس بورڈ کے سیکرٹری کے عہدے پر متمکن رہے۔ پنجابی ادبی بورڈ میں محمد آصف خاں بحیثیت نگران پاکستان پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے ۱۵۰ تصانیف شائع ہوئیں۔ پاکستان پنجابی ادب کے متعدد پروگرام اپنی سخت محنت اور لگن سے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ اُنھوں نے اضلاع کی تاریخ نویسی کا کام اپنی نگرانی میں کروایا اور اب تک ضلع مظفر گڑھ، وہاڑی، گجرات، بہاولپور اور خوشاب کی تواریخ شائع ہو چکی ہیں۔ ڈاکٹر سید اختر حسین اختر اضلاع کی تاریخ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "پاکستان پنجابی ادبی بورڈ دے ایس کارنامے نے انگریزی دور دے وکھو وکھ ضلعیاں دے گزٹیر دی یاد تازہ کروا دتی۔۔۔ ایہہ گزٹیر انگریز نے انگریزی وچ لکھوائے سن جیہڑے صرف انگریزی دان لوکی ہی پڑھ تے سمجھ سکدے ہن۔ پر محمد آصف خاں ہوراں اوہو کم پنجابی زبان وچ کروانا شروع کیتا جیس راہیں عام تے تھوڑے پڑھے لوکاں نوں وی متعلقہ ضلع بارے تاریخی، ثقافتی اتے ادبی جانکاری لین دا موقعہ ملیا۔" (۵)

وہ ادبی بورڈ کے چھوٹے سے چھوٹے کام سے لے کر تمام علمی کاموں کو اپنے ہاتھ سے کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ وہ بورڈ کے ایسے سرگرم رکن تھے جن کی وجہ سے ادارے ترقی کے بام عروج پر پہنچ جاتے ہیں۔ اُنھوں نے پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے جس بھی علمی کام کی طرف ہاتھ بڑھایا اُسے بڑے احسن طریقے سے انجام کو پہنچایا۔ پروفیسر غلام حسین ساجد لکھتے ہیں:

> "اوہناں دا کم کرن دا ڈھنگ کیٹری ہار اے۔ کئی ورھیاں تائیں دانہ دانہ کٹھیاں کر دیاں رہنا۔ موضوع دی ہک ہک تند نوں ولھیٹنا تے جوڑنا۔ گل دے ہک ہک پکھ نوں نتار نا تے

مڑ اوہنوں توڑ چاڑھ، چھاپ کے بھل جاناتے نویں رُجھیویں رُجھ جانا۔ اوہ کم نوں ورھیاں
تائیں کھلار دے تے پلاں وچ سمیڈے نیں۔ پنجابی زبان تے ادب دے کھوجیاں تے پار
کھاں وچ اوہناں وانگ پتامار کے کھوج وچ لگیاں رہن والا ہور کوئی نہیں۔" (٦)

محمد آصف خاں، پنجابی زبان سے انتہا کا پیار رکھتے تھے۔ اُنھوں نے تن من دھن سے اس پیار کا پالن کیا۔ در حقیقت اُن کی شخصیت ایک انجمن کی حیثیت رکھتی تھی جو بہت سی غیر معمولی خوبیوں کی حامل تھی۔ وہ نہ صرف پنجاب کے چلتے پھرتے انسائیکلوپیڈیا تھے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ پنجاب خود ان کے اندر رچ بس گیا تھا تو بے جانہ ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد آصف خاں، پنجابی بولی دا پچھوکڑ، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، ۱۹۹۶ء، ص: ۱۴۰۔

۲۔ شریف کنجاہی، پڑچول، تماہی "پنجابی ادب"، لاہور: جلد ۷، شمارہ، ۱۹۹۳ء، ص: ۴۷۔

۳۔ سعید بھٹا، جیون جوگا، تماہی پنجابی ادب، لاہور: جلد ۱۴، شمارہ ۵۶۔۵۵، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۰۳۔

۴۔ پاکستان وچ ماں بولی لہر (۱)، مہینہ وار "ماں بولی"، لاہور: جلد ۶، شمارہ ۱۹۹۴، اء، ص: ۶۶، ۶۷۔

۵۔ سید اختر حسین اختر، ڈاکٹر، "خدا بخشے بڑے گن، خوبیاں سن، مرن والے وچ"، تماہی "پنجابی ادب"، لاہور: جلد ۴۱، شمارہ ۵۶، ۵۵، ۲۰۰۰ء، ص: ۴۵۔

۶۔ غلام حسین ساجد، مہاندرے، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، ۱۹۹۷ء، ص: ۸۰، ۸۱۔